حضرت مولانا امین الحق گستوئی *

حضرت شیخ الہندؒ کی مطبوعہ تقریر ترمذی کا تحقیقی جائزہ

مخطوطہ اور مطبوعی تقریر ترمذی کا تقابلی جائزہ

ہندوستان میں علم حدیث اور اس کی اشاعت و تدریس کے تین ادوار ہیں۔

دور اوّل:

پہلا دور صحابہ کرامؓ سے لیکر حضرت شاہ ولی اللہؒ تک ہے اس دور میں حدیث کی جو اشاعت، درس و تدریس ہوئی ہے اس میں پہلا استاد حضرت ربیع بن صبیح السعدی البصریؒ (المتوفی ۱۶۰ھ) ہیں۔

صاحب کوثر الجاری لکھتے ہیں حضرت ربیعؒ خلیفہ عادل عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے کے مدونین اولین احادیث و آثار کے علماء میں سے ہیں حضرت ربیعؒ نے صوبہ گجرات میں قیام فرمایا اور حدیث نبوی ﷺ کا درس جاری فرمایا یہ پہلا محدث ہے جس نے درس حدیث کے ساتھ پورے خطے کو آباد کیا بالآخر صوبہ گجرات ہند میں وفات پائی اور ضلع بھروچ میں مدفون ہوئے، شیخ علامہ محمد طاہر پٹنی متوفی ۹۸۶ھ کا مجمع بحار الانوار گجرات کے علماء کا علم حدیث کے خدمات کا مکمل ثبوت ہے۔

دور ثانی:

دور ثانی حضرت شاہ ولی اللہؒ سے لے کر دار العلوم دیو بند تک ہے اس دور میں امام الہند حضرت شاہ ولی اللہؒ اور اس کے خاندان نے قرآن و حدیث کی جتنی خدمت کی ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہؒ کے اساتذہ کرام:

ان کے مشہور اساتذہ کرام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شیخ ابو طاہر محمد ابراہیم کردی حدیث اور سلاسل تصوف میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کے شیخ تھے اور یہ شیخ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بڑے مداح تھے اور فرمایا ویسند عنی اللفظ و کنت اصحح منہ المعنیٰ

(۲) شیخ وفد اللہ بن شیخ سلیمان مغربی

---

* ژوب، فاضل دار العلوم حقانیہ

(۳) مفتی مکہ شیخ تاج الدین بن قاضی عبدالحسن قلعی حنفی

سراج الہند امام حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

""علم حدیث پدر من از مدینہ منورہ اوردہ چاردہ ماہ حرمین بسر بردہ سند کردہ""

""میرے والد صاحب مدینہ منورہ سے علم حدیث لائے اور چودہ مہینے حرمین شریفین میں قیام فرمایا اور سند حدیث حاصل کی""

امام الہندؒ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا مقام:

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا مقام علماء اور محدثین میں اس طرح ہے جیسے کہ انبیاء میں حضرت ابراہیمؑ کی ہے جس کو یہود، نصاریٰ اور مسلمان سب مانتے ہیں اور اسی طرح امام الہندؒ کو بھی تمام مکاتب فکر کے لوگ مانتے ہیں اور اس کی شان میں کوئی اعتراض اور اختلاف نہیں رکھتے ہیں۔ امام الہندؒ کے اہم مشاغل حسب ذیل تھے:

(۱) قرآن مجید کے معارف اور دقائق بیان کرنا (۲) تصنیف وتالیف (۳) درس حدیث

حضرت شاہ ولی اللہؒ درس صحاح ستہ کے پہلے استاد تھے۔

شاہ صاحبؒ سے پہلے ہندوستان میں درس صحاح ستہ کا کوئی رواج نہ تھا اور وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے صحاح ستہ کی تدریس کی بنیاد رکھی۔

درس حدیث کے تین طریقے:

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حرمین شریفین درس حدیث کے تین طریقے تھے۔

(۱) سرد (۲) بحث وتحقیق (۳) امعان وتعمق، یعنی ہر لفظ اور اسکے متعلقات پر مکمل بحث کرنا۔

دوسرا طریقہ مبتدی کیلئے مفید گردانا گیا ہے اور پہلا طریقہ دورہ حدیث والوں کیلئے فرمایا ہے۔

دور ثالث، دارالعلوم دیوبند سے لیکر آج تک:

اول استاد بھی محمود، اول شاگرد بھی محمود اور مقام بھی محمود، کام بھی محمود اور وقت بھی محمود (۱۰ محرم الحرام) دارالعلوم دیوبند کی بنیاد دوسرے مدارس کی طرح مشورہ سے نہیں رکھی گئی ہے بلکہ اولیاء کرام، بزرگان کاملین، کشف والہام اور واردات قلوب ورؤیا صادقہ کی تعبیر تھی۔ گویا دارالعلوم دیوبند کی بنیاد روحانی والہامی اجماع تھی۔

۱۰ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ بمطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء کو اس ادارے کا آغاز ہوا۔

حضرت شیخ الہند کی درس وتدریس:

۱۲۹۱ھ میں مدرس کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند میں استاد مقرر ہوئے اور ۱۲۹۳ھ میں صحاح ستہ اور ۱۲۹۰ھ میں بخاری شریف کا درس بھی ان کے حوالے کیا گیا۔

اور تمام ہندوستان میں علماء دیوبند نے اشاعت علم خصوصاً قرآن وحدیث کی جس اعلیٰ شان سے خدمت کی ہے۔

دنیا میں اس کی مثال کوئی بھی پیش نہیں کر سکتا ہے علامہ رشید رضا مصری لکھتے ہیں:

اخواننا ولو لا عناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث فی صفدا العصر يقضی عليها بالزوال من امصارا الشرق فقد ضعفت فی مصر والشام والحجاز منذ القرون

"ہمارے ہندوستانی بھائیوں میں جو علماء ہیں اگر علوم حدیث کے ساتھ ان کی اس زمانہ میں توجہ نہ ہوتی تو مشرقی ممالک سے علم ختم ہو چکا ہوتا کیونکہ مصر، شام، عراق، حجاز میں دسویں صدی ہجری سے یہ علم ضعف کا شکار ہو چکا تھا" (مقدمہ کنوز مفتاح السنۃ)

صاحب کوثر الجاری لکھتے ہیں: الحمدللہ پھر ہندوستان علم حدیث و دیگر علوم دینیہ شرعیہ کا مرکز بنا رہا جہاں ہزاروں علماء محدثین، مفکرین، مفسرین فقہاء پیدا ہوئے حتیٰ کہ بعض مورخین تاریخ نے یہ لکھا کہ ان القرآن نزل فی الحجاز و قرئ فی المصر وفهم فی الهند فصار الهند مركز العلوم الدينية كلها با سر ها ولم يوجد فی الا كوان مصر و لا بلدة يساويها فی الرجال ولا فی غير ها من الا شياء والا قدار العلمية۔ ص ۱۳

حضرت شیخ الہندؒ کا طرزِ درس ترمذی:

جناب عبدالرشید ارشد صاحب بیس بڑے مسلمان میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ الہندؒ مسائل مختلف فیہا میں ائمہ ثلاثہ رحمهم الله بلکہ دیگر مجتہدین کے مذاہب بھی بیان فرماتے اور مختصر طور سے دلائل بھی نقل کرتے لیکن جب امام ابوحنیفہؒ کا نمبر آتا تو مولانا کے قلب میں انشراح، چہرہ پر بشاشت، تقریر میں روانی، لہجہ میں جوش پیدا ہو جاتا، دلیل پر دلیل، شاہد پر شاہد، قرینہ پر قرینہ بیان کرتے چلے جاتے تقریر رکتی ہی نہ تھی اور اس خوبی سے مذہب امام اعظمؒ کو ترجیح دیتے تھے کہ سلیم الطبع اور منصف المزاج لوٹ جاتے تھے دور دور کی مختلف المضامین احادیث جن کی طرف کبھی خیال بھی نہ جاتا تھا پیش کر کے اس طرح مدعا بیان ثابت فرماتے کہ بات دل میں اتر جاتی تھی اور سامعین کا دل گواہی دیتا اور آنکھوں سے نظر آجاتا تھا کہ یہی جانب حق ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ کا درس ترمذی مناظر احسن گیلانی کی نظر میں:

مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب لکھتے ہیں: "دورے کے اندر محسوس ہوتا تھا کہ ان کی انگلیاں تسبیح کے دانوں کو پھیرنے میں مصروف ہیں طالب علم حدیث پڑھتا جاتا اور آپ سنتے جاتے دورہ میں ترجمہ بزبان اردو کا قصہ ختم ہو جاتا تھا اس لئے کہ مشکوٰۃ میں حدیث کا متن طلباء پڑھ چکے تھے کہا جاتا ہے کہ دورہ میں شریک ہونے والے طلباء ترجمہ کی ضرورت سے بے نیاز ہو جاتے تھے اسی لئے بطور "سرد" کے ایک حدیث کے بعد دوسری حدیث دوسری کے بعد تیسری حدیث گزرتی چلی جاتی لیکن کبھی کبھی ہاں چلئے کے سوا حضرت شیخ الہندؒ کی زبان مبارک پر بمشکل کوئی لفظ آتا گویا قطعی ایک خاموش درس تھا جب کوئی ایسی حدیث آجاتی جو بظاہر مفہوم کے لحاظ سے

قطعی طور پر حنفی مذہب کے خلاف ہوتی اور پڑھنے والا طالب علم خود رک کر دریافت کرتا یا دوسرے طلباء پوچھتے کہ حضرت یہ حدیث تو امام ابو حنیفہؒ کے قطعاً خلاف ہے جواب میں مسکراتے ہوئے بے ساختہ حضرت شیخ الہندؒ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ''خلاف تو ہے بھائی''میں کیا کروں؟ ''ہاں آگے چلیئے'' طالب علم عرض کرتا کہ آخر امام صاحب کی طرف سے کوئی جواب اس کا دیا گیا ہے؟ تمہاری کتابوں میں کچھ لکھا ہوگا پڑھ لینا یہ جواب دے کر ٹال دیا جاتا طالب علم مصر ہوتا کہ آپ اپنا خیال ظاہر کیجئے طلباء کا اصرار جب حد سے تجاوز کر جاتا تب نہایت مجمل الفاظ میں کچھ اجمالی ارشادات فرما دیتے۔

امام الہند حضرت شیخ الہندؒ کے طرزِ درس ترمذی شریف کے متعلق جناب عبدالرشید ارشد صاحب اور مولانا مناظر حسن گیلانیؒ کی تبصروں میں تطبیق اس طرح ہوگا کہ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے ۱۳۳۱ھ دارالعلوم میں داخلہ لیا اور ۱۳۳۲ھ میں دورہ حدیث میں شریک رہ کر کتب حدیث کی سند حاصل کی یہ شیخ الہند کے عمر کا آخری وقت اور اس سے پہلے آپ کے تقاریر ترمذی طلبہ نے ضبط کیے تھے اسی وجہ سے زیادہ بحث و تحقیق کی ضرورت نہ تھی اور عبدالرشید ارشد نے جو بیان کیا ہے تو وہ جوانی اور صحت کے زمانے کا بیان ہے اور ہمارے سامنے جو مخطوطہ تقریر ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الہند ابتداء میں تمام مسائل پر سیر حاصل بحث فرماتے تھے اور مخطوطہ پر ۱۳۲۳ھ درج ہے جو مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کے دورۂ حدیث سے دس سال مقدم تقریر ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ کے مطبوعہ تقریر ترمذی پر اصلاحی نظر:

ترمذی شریف پر حضرت شیخ الہند کا تقریر ترمذی شریف کے ساتھ طبع ہوگیا ہے میں نے جب اس تقریر مطبوعہ اور حضرت شیخ الہندؒ کے اس مخطوطہ تقریر کا بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ اور دونوں کا تقابلی جائزہ لیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ مطبوعہ تقریر میں تین قسم کی کوتاہیاں ہیں۔

(۱) کتابت کی غلطیاں: اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جس سے مطلب و مقصود میں کوئی فرق و خلل نہیں آتا ہے معمولی فکر و تأمل سے اس غلطی کی درستگی کی جاسکتی ہے مثلاً (۱) او نقول سلمنا ان التحریم فی اللہ اکبر والتحلیل فی السلام یہاں لفظ منحصر رہ گیا ہے۔ (باب مفتاح الصلوٰۃ الطہور)

(۲) ھذا بالجملۃ الاخیرۃ یہاں لفظ متعلق رہ گیا ہے (ص ۷ سطر نمبر ۲۰)

(۳) فعل الکاتب خطأیہ لفظ فعل ہے (باب فی تخلیل الا صابع) (ص ۷ سطر نمبر ۱۹)

(۴) کان یتجدد عند الفریضۃ یہاں وہ یعمل علی الفریضۃ کا جملہ رہ گیا ہے جو مخطوط میں لکھا ہے (باب الوضوء لکل صلوٰۃ) (ص ۷ سطر نمبر ۳۱) (۵) فینتقل ثمرۃ صحیح لفظ فینقلب ہے (باب کراھیۃ ما یستنجی بہ) (ص ۶ سطر نمبر ۱۱)

اور ایسی غلطیاں دورہ حدیث کے طالب العلم بھی درست کر سکتا ہے

دوسری قسم کی غلطی:

اس میں وہ غلطیاں ہیں جس سے معنیٰ اور مقصود میں خلل پیدا ہوتا ہے۔

(۱) مثلاً اما عدم فریضة التکبیر یہاں لفظ عدم زائد ہے اور اس سے مقصود میں خلل پیدا ہوا ہے جو خلاف مقصود ہے (باب مفتاح الصلوٰة الطهور) (صفحہ نمبر ۴ سطر ۲۰)

(۲) منقول ان هذا حکم من قبل نسخ الربوا جبکہ صحیح عبارت یہ ہے منقول ان هذا حکم من قبل حرمة الربوا (صفحہ نمبر ۱۰ سطر نمبر ۷) (باب فی الا نتفاع بالرهن)

(۳) خطأ اولاً فی کتابة غیر و کتب موضعه غیر هذا نقل

یہاں لفظ اولاً سے معلوم ہوا کہ ثانیاً غلطی بھی ہے لیکن مطبوعہ میں نہیں ہے اور مخطوطہ میں ذکر ہے وثانیا باسقاط الهمزة فی الماء (باب فی تخلیل الا صابع) (صفحہ نمبر ۷ سطر ۱۹)

اس قسم غلطیوں کی نشاندہی دورحدیث کے اساتذہ کرام اپنے شاگردوں کو کریں تا کہ یہ کتابت کی غلطیاں دور ہو سکیں

تیسری قسم کی غلطی:

وہ یہ ہے کہ جہاں شیخ الہندؒ نے ایک باریک نکتہ یا لطیف توجیہ بیان فرمائی ہے یا فائدہ کے عنوان کے تحت ذکر فرمایا ہے مطبوعہ تقریر میں وہ حذف کر دیے گئے ہیں مثلاً قوله، واذا و لغت الهرة الخ

اس باب میں حضرت شیخ الہندؒ نے ایک علمی نکتہ بیان فرمایا ہے جو مخطوطہ تقریر میں ہے اور مطبوعہ تقریر میں نہیں ہے۔

(فائدہ) قال الا ستاذ العلام الدیوبندی مدظله: ان فی ثلاثة اشیاء لم یثبت الفرق عن ابی حنیفة فی کراهیة التحریمة والتنزیهیة

(۱) الاول فی صورة الهرة

(۲) والثانی فی لحم الفرس

(۳) والثالث فی لحم الضب

فاختلف الا حناف فیهم والحق ان فی الاوّل تحریمة مکروه وردالرخصةفیه والثانی حلال عند محمدؒ مطلقاو مکروه بیعه لعظمة شانه والثالث ایضا تحریمة یہ فائدہ مخطوطہ تقریر میں ہے اور مطبوعہ میں نہیں ہے (باب ماجاء فی سورالکلب) (ص ۱۰ سطر ۲۹)

(۲) فلاحاجة الی غسل شدید

اور مخطوطہ میں یہاں شیخ الہندؒ نے دو دلائل اور بھی ذکر کر دیے ہیں والثانی ان بولهابسبب استلاء الرطوبة والبر

ودۃ مزاجها یحتاج الی غسل شدید بخلاف الصبی

والثالث ان الشافعیؒ قال ان آدم خلق من الطین وحواخلقت من الدم والطین طاہرٌ والدم لیس بطاہرٍ

قال الاستاذ عم فیضہٗ (باب ماجاء فی نضح بول الغلام قبل ان یطعم) (ص ۹، سطر نمبر ۳)

(۳) وروی شعیب عن جدہ الذی ہو جد ابی عمرو

مخطوط میں ہے لان جد عمرو ماکان صحابیا فلهذا احتیج الی انصراف عن الظاهر ۔(باب فی المستحاضه) (ص ۱۱ سطر ۲۰)

(۴) یا مثلاً صید الکلب پر بہت مفصل بحث کے بعد لکھتے ہیں

وکنت اتفکر و اتخیل فلما اقبل اللیل فرأیت الاستاذ مد فیضہٗ روح اللہ روحہٗ فی المنام اسئلتہٗ عن هذا الأمر الأهم فاجا بنی ان الکلب بعد ما علم لیس کلبا لا نہٗ لا افنیٰ رضائہٗ فی رضاء الذات المرسل المعلم و مرضاتہٗ کان هو وارتفع حجاب الغیریة عنهما کالحدید فی النار الم تعلم الحدیث القدسی الواردفی القرب بالنوافل حیث قال اللہ تعالیٰ الی ان اکون یدہٗ یبطش بی وسمعه یسمع بی وبصرہٗ یبصر بی ورجله یمشی بی(الحدیث) هذا الامر محوالعبد فی ذاته تعالیٰ ورضائہٖ فی رضیاتہٖ تعالیٰ فاذا امکن ان یصل الممکن بافضاء الی والواجب فیکف الا بعاد فی وصول الکلب التا لع الی المتبوع مع انہٗ ممکن واللہ اعلم فتدبر۔

تیسری کوتاہی یہ ہے کہ بہت سے ابواب کو چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ ابواب جس پر حضرت شیخ الہند کے کافی لمبی لمبی تقریریں ہیں اور مطبوعہ تقریر نامکمل ہے جلد ثانی پر صرف چار صفحات ہیں اور کل تقریر ۶۳ صفحات پر مشتمل ہے جبکہ مخطوط تقریر (۲۲۶) صفحات پر مشتمل ہے۔

اور مخطوطہ پر تاریخ ۲۴ شوال ۱۳۲۳ھ درج ہے اور یہ تقریر ایک سو چھ (۱۰۶) سال پہلے لکھا گیا ہے آخری باب مناقب ابی ہریرۃؓ ہے اس میں لکھتے ہیں۔

قال مولانا ان الفرق بین الکرامة والمعجزة فی مثل هذہٖ الا شیاء هوان المعجزة تکون فیہٖ مکث طویل بخلاف الکرامة مثل قصة الحدیث اور آخری سطر ہے۔ وانشدابو ہریرۃؓ

وللناس همٌّ ولی الیوم همّان

فقد الجراب وقتل الشیخ عثمان

امید ہے کہ اہل علم حضرات مطبوعہ تقریر کی تصحیح اور تکمیل پر خصوصی توجہ دیں گے۔